

حضرت زہرا علیہا السلام کی شادی سے پہلے اپنے والد بزرگوار کے زیر سایہ

<?xml encoding="UTF-8">

۱- مدینہ کی طرف ہجرت-

بعثت کے تیرھویں سال پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی جان کی حفاظت اور آپنی تبلیغ کی بقاء کے لئے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور حضرت علی بن ابی طالب کو یہ حکم دیا کہ شب ہجرت آپ کے بستر پر لیٹ جائیں جس سے مشرکین کچھ سمجھ نہ سکیں وہ ان ہی کی طرف لگے رہیں، آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ کو اور بھی کئی حکم دئے تھے جن میں سے کچھ یہ تھے: جب وہ کسی قابل اطمینان جگہ پہنچ جائیں گے تو انہیں اپنے فواطم اور غیر فواطم تمام گھر والوں کے ساتھ بلانے کے لئے کسی کو ان کے پاس بھیجیں گے اور آپ کے پاس لوگوں کی جو امانتیں رکھی ہوئی ہیں وہ سب صاحبان امانت تک پہنچادیں یا آپ کے اوپر جن لوگوں کا قرض ہے اسے ادا کر دیں۔

چنانچہ جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قباء کے علاقہ میں پہنچے جو مدینہ سے صرف چند میل کے فاصلہ پر ہے۔

اور آپ وہاں قیام پذیر ہو گئے تو آپ نے ابی واقد لیتی کے ذریعہ حضرت علی (علیہ السلام) کو ایک خط بھیجا اور انہیں یہ حکم دیا کہ تمام امانتیں واپس کر کے تمام ہی بیویوں (فواطم) کو اپنے ساتھ یہاں لے آئیں چنانچہ حضرت علی (علیہ السلام) نے اسی وقت سے تیاری شروع کر دی اور مکہ کی طرف ہجرت کرنے کے لئے سواریاں اور ضروری وسائل خرید لئے اور آپ کے ساتھ جو کمزور مؤمنین تھے انہیں یہ حکم دیا کہ جب چاروں طرف رات کا اندھیرا اچھا جائے تو ہر ایک دبے قدموں اور خاموشی کے ساتھ و ادئ ذی طوی میں پہنچ جائے۔

جب آپ نے سب لوگوں کی امانتیں ان تک پہنچا دیں تو آپ نے کعبہ کے اوپر چڑھ کر بلند آواز سے یہ اعلان کیا: **<يا ايُّها الناس! هل من صاحب امانة؟ هل من صاحب وصية؟ هل من عدّة له قبل رسول الله؟ فلما لم يات احد بحق بالنبى>**

اے لوگو کیا کسی کی کوئی امانت ہے یا کسی کی کوئی وصیت ہے یا رسول اللہ کے اوپر کسی کا کچھ مطالبہ باقی ہے؟ چنانچہ جب کوئی بھی نہ آیا تو آپ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پہنچ گئے۔

حضرت علی (علیہ السلام) فواطم (یعنی جناب فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا)، آپنی والدہ فاطمہ بنت اسد، فاطمہ بنت زبیر بن عبد المطلب، فاطمہ بنت حمزہ بن عبد المطلب) کو اپنے ساتھ لیکر دن کے اجالے میں آشکارا طور پر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے اور آپ کے ساتھ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پرورش کرنے والی اور

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خادمہ بابر کة ام ایمن اور ان کے بیٹے بھی تھے اور اسی کاروان کے ساتھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روانہ کردہ ایلچی ابو واقد لیتی بھی واپس لوٹے جو قافلہ کی ساربانی کر رہے تھے، تو ایک بار انہوں نے اونٹوں کو تیز دوڑانا شروع کر دیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: **<ارفق بالنسوة يا ابا واقد، انهن ضعاف>**؛ اے ابو واقد عورتوں کا خیال رکھو یہ کمزور ہیں تو انہوں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہمیں پکڑنے والے نہ پہنچ جائیں!

تو حضرت علی (علیہ السلام) نے فرمایا: **<اربع عليك، فان رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قال لي: يا علي**

لن يصلوا من الآن اليك بأمرٍ تكرهه؛ مجھ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ فرمایا تھا کہ وہ تم سے کوئی ایسی بات نہیں کر سکتے جو تمہیں ناگوار ہو پھر حضرت علی (علیہ السلام) ان لوگوں کو آہستہ آہستہ لے کر چلنے لگے اور اس وقت آپ کی زبان پر یہ رجز جاری تھا:

و ليس الا الله فارفع ضنكا
يكفيك رب الناس ما أهمكما

اللہ کے علاوہ کوئی نہیں لہذا آپنی کمزوری کو دور کر دو، رب الناس، تمہارے ہر اہم کام میں تمہارے لئے کافی ہے۔

آپ اسی طرح چلتے رہے مگر جب آپ ”ضجنان“ نامی جگہ کے قریب پہنچے تو قریش کے سات بہادر گھڑ سوار چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے آپ کو پکڑنے کے لئے پہنچ گئے ان کے ساتھ آٹھواں آدمی حارث بن امیہ کا غلام جناح تھا جو بہت نامور بہادر تھا، تو حضرت علی (علیہ السلام) جناب ام ایمن اور واقد کے پاس آئے، اس وقت ان سب لوگوں کی نظریں آپ کی طرف تھیں، آپ نے ان دونوں سے کہا: ”انیخا الابل و اعقلاھا“ اونٹوں کو بٹھا کر باندھ دو آپ آگے بڑھ گئے یہاں تک کہ خواتین سوار یوں سے اتر گئیں اتنی دیر میں وہ لوگ قریب آگئے تو حضرت علی (علیہ السلام) آپنی تلوار کہینچتے ہوئے ان کی طرف بڑھے ان لوگوں نے آپ کے نزدیک آکر کہا: تمہارا یہ خیال ہے کہ تم عورتوں کے ساتھ جان بچا کر نکل جاؤ گے، واپس چلو آپ نے کہا: اگر میں ایسا نہ کروں؟ وہ بولے، تم ذلت کے ساتھ پلٹائے جاؤ گے یا ہم تمہارا سر آپنے ساتھ لے کر پلٹیں گے، اتنے میں وہ سارے گھڑ سوار عورتوں اور سوار یوں پر قبضہ کرنے کے لئے ان کی طرف لپکے تو حضرت علی علیہ السلام ان کے درمیان میں حائل ہوئے تو جناح نے آپ کے اوپر آپنی تلوار سے وار کر دیا

آپ پھرتی کے ساتھ اس کے وار سے بچ گئے اور پھر آپ نے بڑی ہی ہوشیاری سے اس کے کندھے پر وار کر دیا کہ آپ کی تلوار اس کے سر کو پہاڑ کر گھوڑے کی پیٹھ کو چھوتی ہوئی نکل گئی اور آپ نے ان پر تلوار کے حملے اور شدید کردئے تو وہ سب کے سب آپ کے پاس سے تتر بتر ہو گئے اور کہنے لگے: اے ابو طالب کے فرزند تم ہمارے ہاتھوں سے بچ گئے!

تو آپ نے فرمایا: >فانی منطلق الی ابن عمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فمن سرّہ ان افری لحمہ و اھیق دمہ فلیتبعنی<؛ میں تو آپنے ابن عم، رسول اللہ کے پاس جا رہا ہوں چنانچہ جو میرے ہاتھوں مرنا چاہتا ہو یا اپنا خون بھانا چاہتا ہو وہ میرا پیچھا کرے، مگر وہ سب کے سب ذلت و خواری کے ساتھ گردن جھکا ے ہوئے واپس چلے گئے۔

پھر حضرت علی (علیہ السلام) جناب ایمن اور واقد کے پاس آئے اور آپ نے فرمایا: ”آپنی سوار یوں کو آگے بڑھاؤ، پھر آپ فاتحانہ انداز میں سوار یوں کے ساتھ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ”ضجنان“ کی منزل پر پہنچ گئے اور وہاں جاکر پورے ایک دن اور رات بھر آرام کیا وہاں ہر کمزور مسلمان بھی آپ کے ساتھ آملے رات بھر ان لوگوں نے نمازیں پڑھیں اور اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہوئے ذکر خدا کرتے رہے ان کی یہ صورت حال اسی طرح جاری رہی یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی حضرت علی (علیہ السلام) نے ان کے ساتھ نماز صبح پڑھی پھر آپنی منزل کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ منزل قبا (جو مدینہ سے قریب ہے) تک پہنچ گئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جاملے جو بہت شدت سے آپ لوگوں کا انتظار کر رہے تھے، ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ہی رسول اللہ کے اوپر وحی کی شکل میں آنحضرت کے شایان شان قرآن مجید کی یہ آیتیں نازل ہوئیں:

<الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبہم--->

نبی کریم پندرہ دن تک ان لوگوں کے انتظار میں قبا کی منزل پر رکے رہے تھے اس مدت کے اندر آپ نے مسجد قبا تعمیر کردی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی یہ آیتیں نازل فرمائیں <لمسجد اُسس علی التقویٰ من اَوّل یوم اُحِقَّ اَنْ تقوم فیہ>

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس مسجد میں نماز پڑھنے اور اسے آباد رکھنے کی ترغیب دلائی اور اس میں نماز پڑھنے والے کے لئے عظیم ثواب کا تذکرہ فرمایا۔ جب قافلہ والے آرام کر چکے تو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے تمام ساتھیوں اور گھر والوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے مدینہ کے مسلمانوں نے اشعار، ترانوں اور نعروں کے ساتھ آپ کا شاندار استقبال کیا اوس و خزرج کے قہیلوں کے سر داروں اور بڑے لوگوں نے آپ کو کھلے دل کے ساتھ خوش آمدید کہا اور آپنا تمام مالی اور فوجی سرمایہ آپ کی خدمت میں پیش کردیا آپ جس قہیلہ سے بھی گذرتے تھے اس قہیلہ کے سردار اس امید میں آگے بڑھ کر آپ کے ناقہ کی مہار تھام لیتے تھے کہ شاید آپ انہیں کے یہاں نزول اجلال فرمائیں اور انہیں اپنی ضیافت کے شرف سے نواز دیں آپ ان کے لئے دعائے خیر کر کے ان سے یہ فرماتے تھے کہ: <دعوا الناقۃ تسیر فانھا ماءمورة> اس ناقہ کو چھوڑ دو تاکہ یہ خود چلتا رہے کیونکہ یہ خدا کی طرف سے مامور ہے۔

پھر آپ کا ناقہ جناب ابو ایوب انصاری کے گھر کے پاس ایک کھلی جگہ پر جاکر بیٹھ گیا آپ عماری سے نیچے تشریف لائے اور آپ کے ساتھ جناب فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) اور دوسری ہی بیاں بھی اتر آئیں اور جناب ام خالد (جناب ابو ایوب انصاری کی والدہ) کے پاس قیام پذیر ہو گئیں جناب فاطمہ (علیہا السلام) اپنے والد گرامی کے ہمراہ سات مہینے یعنی جب تک مسجد نبوی تیار نہ ہو گئی اور اس کے پاس رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا سادہ سا گھر تیار نہ ہو گیا اسی گھر میں رہیں جسمیں چند حجرے پتھروں کے تھے اور چند حجرے کھجور کی شاخوں سے بنے ہوئے تھے جن کی اونچائی کی وضاحت امام حسن (علیہ السلام) نے ان الفاظ میں فرمائی ہے: <كنت اُدخل بیوت النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و انا غلام مراهق فائال السقف بیدی> جب میں بالکل نو عمر تھا تو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حجروں میں داخل ہونے کے بعد میرا ہاتھ چھت تک پہنچ جاتا تھا۔۔۔۔۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے گھر کے لئے جو سامان مہیا فرمایا وہ بھی نہایت سادہ اور متواضعانہ تھا، آپ نے اپنے لئے لکڑی کا ایک تخت بنوایا جو کھجور کی لکڑی کا بنا ہوا تھا، جناب فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) بھی دنیا ئے اسلام کے اسی سادہ اور متواضعانہ دار ہجرت اور نبوت کے گھر میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عنایتوں، اور محبتوں سے بہرہ مند ہو تی تھیں، یقیناً یہ ایسی عنایت و محبت جو دنیا میں آپ کے علاوہ کسی اور دوسری عورت کو نصیب نہ ہو سکی۔

مکہ سے ہجرت کر نے کے بعد جناب فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) اسی گھر میں قیام پذیر ہوئیں تاکہ اپنی آنکھوں سے یہ مناظر دیکھیں کہ آپ کے والد گرامی کو مہاجرین اور انصار مدینہ ایک پیش قیمت موتی کی طرح اپنے گہیرے میں لئے ہوتے ہیں اور آپ کے لئے جان کی قربانی تک دینے کے لئے تیار ہیں اور آپ قہیلہ اوس و خزرج کے تازہ دم مسلمانوں کے بیچ میں نہایت سکون و اطمینان سے رہ رہے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مہاجرین اور مدینہ کے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ کی بنیاد ڈالی تاکہ ان کے دل سے وطن کی غربت کا احساس اور خوف نکل جائے اور وہ اس اتحاد کے ذریعہ مزید مستحکم اور سب کے ساتھ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں جو خدائے وحدہ لا شریک پر ایمان ہے ”البتہ آپ نے اپنے لئے حضرت علی (علیہ السلام) کو بچا کر رکھا

تھاس وقت آپ کے اردگرد انصار و مہاجرین کا اچھا خاصا مجمع تھا چنانچہ ان سب کے درمیان آپ نے یہ ارشاد فرمایا: ”ہذا اخی و وارثی من بعدی“ ”یہ میرا بھائی اور میرے بعد میرا وارث ہے“ حضرت علی (ع) کے سر پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اخوت کا سہرا بندھے ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ آپ کے سر پر آنحضرت کی دامادی کا سہرا بھی بندھ گیا اور آپ آنحضرت کی ہر دل عزیز اور چہتی بیٹی اور آپ کی پارہ قلب و جگر کے شوہر بھی ہو گئے۔

مدینہ میں قیام پذیر ہونے کے بعد نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سب سے پہلے جناب سودہ سے شادی کی اور یہ جناب خدیجہ (سلام اللہ علیہا) کی وفات کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پہلی شادی تھی پھر آپ نے جناب ام سلمہ بنت ابی امیہ سے نکاح کیا اور آپنی بیٹی جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی دیکھ بھال اور ان کے کام کاج آپ کے حوالے کر دیے۔ جناب ام سلمہ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ نے مجھ سے شادی کرنے کے بعد، آپنی بیٹی فاطمہ (علیہا السلام) کی دیکھ بھال کا فریضہ میرے سپرد کر دیا، چنانچہ میں ہی انہیں سب کچھ بتاتی اور سکھاتی تھی لیکن خدا کی قسم، وہ مجھ سے زیادہ مودب اور تمام چیزوں کے بارے میں مجھ سے زیادہ واقف کار تھیں۔

۲- آپ (علیہم السلام) سے شادی کی کوششیں

شہزادی کائنات حسب و نسب کے لحاظ سے اپنے دور کی تمام عورتوں سے ممتاز اور بلند تھیں کیونکہ آپ حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جناب خدیجہ (علیہا السلام) کی بیٹی، فضیلت و علم اور پاکیزہ صفات کی نسل طیبہ کا خلاصہ، جمال و صورت و سیرت میں آخری درجہ پر فائز، معنوی و روحانی اور انسانی کمالات کی حد آخر، نیز اعلیٰ رفتار و گفتار اور تابندہ قسمت کی مالک تھیں۔ آپ آپنی پختہ خیالی اور رشد عقلی میں آپنی کمسنی سے ہی ممتاز حیثیت کی حامل تھیں پروردگار عالم نے آپ کو عقل کامل، اعلیٰ ذہانت و ذکاوت اور نورانی زندگی میں مکمل حسن و جمال سے نواز اٹھا، آپ ہر روز اپنے پدر بزرگوار کے زیر سایہ خداوند عالم کی ان ہی عظیم اور ہی پایاں نعمتوں اور عطایا کے درمیان فضائل و کمالات کے زینے طے کرتے ہوئے بلوغ کی منزل تک پہنچ گئیں۔ ابھی ہجرت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دوسرا سال شروع ہوا تھا کہ مسلمانوں کو امن و امان اور سکون و اطمینان کی جھلکیاں دکھائی دینے لگیں تو اسی وجہ سے قریش کے بڑے بڑے لوگ جو سابق الاسلام ہونے کے علاوہ فضل و شرف اور مال و منال کے اعتبار سے اعلیٰ حیثیت کے مالک تھے وہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں شہزادی سے شادی کی درخواست لے کر جاتے تھے

مگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سب کونہایت خوبصورتی سے یہ کہہ کر واپس لوٹا دیتے تھے > **انی انتظر فیہا امر اللہ** < اس بارے میں، مجھے حکم خدا کا انتظار ہے۔ اور آپ ان سے اس طرح اپنا منہ پھیر لیتے تھے کہ سامنے والے کو یہ احساس ہوتا تھا کہ جیسے آپ اس سے ناراض ہوں کیونکہ شہزادی کی ہمسری کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نظر صرف حضرت علی (علیہ السلام) پر ہی تھی اور آپ یہی چاہتے تھے کہ وہی شادی کا پیغام لے کر آئیں۔

بریدہ سے روایت ہے کہ جب ابوبکر جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے شادی کا پیغام لے کر آئے تو

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: <انہا صغیرۃ و انی انتظر بہا القضاء> وہ ابھی چھوٹی ہیں اور میں اس کے بارے میں ابھی الہی فیصلہ کا منتظر ہو چنانچہ جب ان سے عمر کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے عمر کو اطلاع دی تو عمر نے کہا: تم کو واپس کر دیا؟ پھر عمر بھی آپنی درخواست لے کر پہنچے تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان کو بھی رد کر دیا۔

۳- حضرت علی (علیہ السلام) کا آپ سے پیغام شادی:

مولائے کائنات کے ذہن میں شہزادی دو عالم (علیہا السلام) کے ساتھ شادی کرنے کا خیال ضرور تھا مگر آپ کو اس دور کے مسلمانوں اور آپنی اقتصادی پریشانیوں اور فاقہ بھری زندگی کی فکر لا حق رہتی تھی، اسی لئے آپ شادی کا خیال چھوڑ کر آپنے اور مسلمانوں کے کاموں میں مصروف ہو جاتے تھے، اس وقت آپ کی عمر اکیس سال سے زیادہ ہو چکی تھی وہ وقت قریب آگیا تھا جب آپ جناب فاطمہ (علیہا السلام) سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں، ان کے لئے آپ کے علاوہ اور آپ کے لئے ان کے علاوہ کوئی کفو اور ہمسر نہیں تھا اور یہ ایسا رشتہ تھا جس کو دھرایا نہیں جا سکتا تھا۔

ایک دن جب حضرت علی (علیہ السلام) آپنا کام مکمل کرچکے تو آپنا ڈول اٹھایا اور اسے آپنے گھر لے جا کر اوپر لٹکا دیا پھر آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر پہنچ گئے، اس وقت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جناب ام سلمہ کے گھر پر تھے، ابھی آپ راستہ ہی میں تھے کہ خدا کی طرف سے ایک فرشتہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر یہ حکم لے کر نازل ہوا کہ ایک نور سے دوسرے نور، یعنی جناب فاطمہ (علیہا السلام) سے حضرت علی (علیہ السلام) کی شادی کر دیں۔

حضرت علی (علیہ السلام) نے دق الباب کیا جناب ام سلمہ نے دریافت کیا کو ن ہے؟ تو رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے فرمایا: اے ام سلمہ اٹھ کر دروازہ کھول دو اور انہیں اندر آنے کے لئے کہو یہ وہ شخص ہے جس سے اللہ اور اسکا رسول محبت کرتے ہیں اور وہ ان دو نوں کو محبوب رکھتا ہے۔ تو ام سلمہ نے کہا: میرے مابآپ آپ پر قربان جائیں یہ کون ہے؟ جس کو آپ نے ابھی دیکھا بھی نہیں اور آپ اس کا تذکرہ کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: <مہ یا ام سلمۃ فہذا رجل لیس بالخرق و لا بالنزق، هذا اخی و ابن عمی و احب الخلق الی>۔

اے ام سلمہ! یہ میرا بھائی ابن عم، اور ساری مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ام سلمہ کہتی ہیں میں اتنی جلدی میں اٹھی کہ قریب تھا کہ میں گر پڑتی۔

جب میں نے دروازہ کھولا تو علی بن طالب (علیہم السلام) کو سامنے پایا، انہوں نے رسول اللہ کی خدمت میں پہنچ کر السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہا تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: وعلیک السلام اے ابوالحسن، آؤ بیٹھ جاؤ، تو حضرت علی (علیہ السلام) پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے بیٹھ گئے اور اس طرح زمین کی طرف دیکھنے لگے جیسے انہیں کوئی کام ہو، مگر شرم و حیا کی وجہ سے اسے نہیں کہہ پارہے ہیں،

اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روبرو شرم و حیا کی وجہ سے ایسے ہو گئے تھے کہ جیسے زمین میں گڑے جارہے ہو اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھی حضرت علی (علیہ السلام) کے دل کی کیفیت کا اندازہ ہو گیا تھا لہذا آپ نے ان سے کہا:

حیا ابا الحسن، اُنّی اُری اُنّک اُتیت لحاجۃ، فقل حاجتک و ابد ما فی نفسک، فکلّ حاجۃ لک عندی مقضیۃ >۔
 اے علی (علیہ السلام) مجھے محسوس ہو رہا کہ تم کسی کام سے آئے ہو، تمہیں جو کام ہو بیان کرو اور اسے ظاہر کرو، میرے نزدیک تمہاری ہر حاجت پوری ہوگی، توحضرت علی (علیہ السلام) نے کہا: >فداک اُہی و اُمّی اُنّک اُخذتنی عن عمّک اُہی طالب و من فاطمۃ بنت اُسد و انا صہی، فغذّیتنی بغذائک، و اُدّبتنی باُدبک، فکنت الی افضل من اُہی طالب و من فاطمۃ بنت اُسد فی البرّ و الشفقۃ، و انّ اللہ تعالیٰ ہدانی بک و علی یدیک، اُنّک و اللہ ذخری و ذخیرتی فی الدنیا و الآخرۃ یا رسول اللہ فقد اُحببت مع ما شدّ اللہ من عضدی بک اُنّ یکون لی بیت و اُنّ تكون لی زوجۃ اُسکن الیہا، و قد اُتیتک خاطباً راغباً، اُخطب الیک ابنتک فاطمۃ، فهل اُنت مزوّجی یا رسول اللہ؟ > میرے ماں باپ آپ پرقر بان ہوں، آپ نے اپنے چچا جناب ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد سے اس وقت مجھے گود لیا تھا جب میں، بالکل بچہ تھا آپ نے مجھے اپنے ساتھ کھا نا کھلایا، اپنے ادب کی تعلیم دی، اور آپ میرے اوپر میرے والد جناب ابوطالب (علیہ السلام) اور والدہ جناب فاطمہ بنت اسد سے زیادہ شفیق و مہربان تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اور آپ کے ہاتھوں پر ہدایت سے سرفراز فرمایا اور آپ ہی دنیا و آخرت میں میرا سرمایہ ہیں، اے اللہ کے رسول میں ایسی شخصیت کی ہمراہی چاہتا ہوں جس سے میرے ہاتھ مضبوط ہو جائیں اور اس کے ساتھ میں اپنا گھر بسا سکوں، ایسی زوجہ ہو جو میری مونس بن سکے، میں آپ کی خدمت میں اسی رشتہ کی غرض سے آیا ہوں اور میں آپ کی بیٹی فاطمہ (علیہا السلام) سے شادی کا پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں،

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ میری شادی کے لئے تیار ہیں؟ تو خوشی و مسرت سے رسول اللہ کا چہرہ کھل اٹھا آپ جناب فاطمہ (علیہا السلام) کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا:
 ”انّ علیاً قد ذکرک و هو من قد عرفت“

علی (علیہ السلام) نے تمہارا ذکر کیا ہے اور تم توان کو پہچانتی ہی ہو،؟؟ تو جناب فاطمہ زہرا (علیہا السلام) خاموش رہیں تو آپ نے فرمایا: >اللہ اکبر، سکو تھا رضاہا < اس کی خاموشی ہی اس کا اقرار ہے پھر آپ وہاں سے باہر آئے اور اسکے بعد ان کی شادی کردی۔

جناب ام سلمہ کہتی ہیں مینے دیکھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا چہرہ خوشی و مسرت سے کھل گیا پھر آپ نے حضرت علی (علیہ السلام) کی طرف مسکرا کر ان سے کہا: >یا علی فہل معک شیء اُزّوجک بہ؟ < اے علی تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس کے ذریعہ میں تمہاری شادی کردوں؟ تو حضرت علی (علیہ السلام) نے کہا:

”فقال علی: فداک اُہی و اُمّی، و اللہ ما یخفی علیک من اُمّری شیء، اُملک الاسیفی و درعی و ناضحی، و ما اُملک شیئاً غیرہذا“

میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، میرے حالات آپ سے بالکل مخفی نہیں ہیں میرے پاس کل سرمایہ میری یہ تلوار، زہرہ اور یہ ایک ڈول ہے اس کے علاوہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے تو رسول اللہ نے فرمایا: >یا علی اُمّا سیفک فلا غنی بک عنہ، تجاہد فی سبیل اللہ، و تقاتل بہ اُعداء اللہ، و ناضحک تنضح بہ علی نخلک و اُھلک، و تحمل علیہ رحلک فی سفرك و لکنی قد زوّجتک بالدرع و رضیت بہا منک <

اے علی! تلوار کے بغیر تو تمہارے لئے کوئی چارہ نہیں ہے اس سے تم راہ خدا میں جہاد کرتے ہو اور دشمنان خدا کو قتل کرتے ہو، اور ڈول سے کھجوروں کو سینچنے اور گھر والوں کے لئے پانی کھیچتے ہو اور سفر میں اسے اپنی سواری (آپنے مرکب) پر اپنے ساتھ لے کر چلتے ہو،

لیکن میں زہ کے بدلے تمہاری شادی کردیتا ہوں اور میں تم سے یہی قبول کرنے کے لئے تیار ہوں >یا ابا الحسن،
 اَبَشْرک؟!<، اے علی(علیہ السلام) تمہیں مبارک ہو حضرت علی کہتے ہی میں نے کہا:
 >قال علي قلت: ((نعم فداک اہی و اُمی بشرنی، فَاَتَک لم تزل میمون النقیبة، مبارک الطائر، رشید الامر، صلی اللہ
 علیک <-

جی ہاں: میرے ماں باب آپ پر قربان ہوں، مجھے خوشخبری سنائیں کہ بیشک آپ ہمیشہ سے مبارک ہیں تو
 رسول اللہ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:
 فقال رسول اللہ(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): >اَبَشْرک یا علي فَاَنَّ اللہ -عزوجل - قد زَوَّجَکھا فی السماء من قبل
 اَنْ اُزَوَّجَکھا فی الارض، و لقد هبط علي فی موضعی من قبل اَنْ تَأْتِي---ینی ملک من السماء فقال: یا محمد!
 اَنَّ اللہ - عزوجل - اطلع الى الارض اطلاعة فاختارک من خلقه فبعثک برسالتہ، ثم اطلع الى الارض ثانية فاختار
 لک منها اُخاً و وزیراً و صاحباً و ختناً فزَوَّجَہ ابنتک فاطمة(سلام اللہ علیہا)، و قد احتفلت بذاک ملائکة السماء، یا
 محمد! ان اللہ - عزوجل - اُمرنی اَنْ اُمرک اَنْ تزَوَّجَ علیاً فی الارض فاطمة، و تبشّرهما بغلامین زکیین نجیبین
 طاهرین خیرین فاضلین فی الدنیا و الآخرة، یا علي! فو اللہ ما عرج الملک من عندی حتّی دَقَقَتِ الباب <-
 اے علی(علیہ السلام)! میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ میں زمین پر فاطمہ(علیہم
 السلام) کا نکاح تم سے کرتا خداوند عالم نے آسمان پر ان کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا ہے اور تمہارے یہاں پہنچنے
 سے پہلے اس جگہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہو اتھا اور اس نے یہ کہا ہے: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے زمین کے
 اوپر ایک نظر کی تو تمام مخلوقات کے درمیان سے آپ کو منتخب فرمایا اور پھر آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ
 مبعوث کیا، اس نے زمین پر دوبارہ نظر کی تو آپ کے لئے بھائی، وزیر اور ساتھی کو منتخب فرمایا ہے لہذا آپ
 ساتھ اپنی بیٹی فاطمہ(علیہا السلام) کی شادی کر دیں، اس کی وجہ سے ملائکہ نے جشن منایا ہے،
 اے محمد! اللہ تعالیٰ عزوجل نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آپ کو یہ حکم دوں کہ آپ زمین پر علی(علیہ
 السلام) سے فاطمہ(علیہا السلام) کی شادی کر دیں اور ان دونوں کو زکی، نجیب، طاہر نیک اور دنیا و آخرت میں
 صاحب فضیلت دو بیٹوں کی مبارک باد بھی پیش کر دیں، اے علی! خدا کی قسم وہ فرشتہ ابھی میرے پاس سے
 واپس نہیں جانے پایا تھا کہ تم نے میرا دروازہ کھٹکھٹا دیا

۲- آسمان سے آپ(علیہم السلام) کی شادی کا حکم:

ابن ابی الحدید کا بیان ہے: پیغمبر اکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جناب فاطمہ(علیہا السلام) کے ساتھ
 حضرت علی(علیہ السلام) کی شادی نہیں کی مگر یہ کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر فرشتوں کے
 درمیان ان کی شادی کردی جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے: جب رسول اکرم(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
 جناب فاطمہ(علیہا السلام) کی شادی حضرت علی(علیہ السلام) سے کی تھی، تو اس سے پہلے ہی خداوند عالم
 نے عرش کے اوپر ان کی شادی کردی تھی۔

امام محمد باقر(علیہم السلام) نے فرمایا ہے: قال: رسول اللہ (ص) >اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ، اَتَزَوِّجُ فِیکُمْ وَاُزَوِّجُکُمْ اَلَّا
 فاطمة، فَاَنَّ تزویجھا نزل من السماء <; رسول اللہ نے فرمایا: میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں تمہارے درمیان اور
 تم سے شادی کرتا ہوں، البتہ فاطمہ(علیہا السلام) کے علاوہ کیونکہ ان کی شادی(کا حکم) آسمان سے نازل ہوا

۵- خطبہ عقد:

انس کا بیان ہے: میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے اوپر وحی نازل ہونے لگی جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا:

>یا اُنس! تدری ما جاء نى به جبرئيل من صاحب العرش؟ انّ الله تعالى امر نى انّ ازوج فاطمة عليا انطلق فادع لى المهاجرين والا نصار

اے انس! کیا تمہیں معلوم ہے کہ صاحب عرش کی طرف سے جبرئیل میرے پاس کیا پیغام لے کر آئے تھے؟۔ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ فاطمہ (علیہا السلام) کی شادی علی (علیہ السلام) سے کردوں، جاؤ اور میرے پاس مهاجرین و انصار کو بلا لاؤ، انس کہتے ہیں: میں ان کو بلا لا یا جب سب لوگ آپنی آپنی جگہ آرام سے بیٹھ گئے تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا: >الحمد لله المحمود بنعمته، المعبود بقدرته، المطاع بسلطانه، المرغوب اليه فيما عنده، المرهوب عذابه، النافذ امره فى ارضه وسمائه، الذى خلق الخلق بقدرته، وميّزهم بأحكامه، وأعزهم بدينه، وأكرمهم بنبيّه محمد، ثم انّ الله تعالى جعل المصاهرة نسباً وصهرأ، فأمر الله يجرى الى قضاؤه وقضاؤه يجرى الى قدره فلكلّ قدر اجل ولكلّ اجل كتاب ((يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده أم الكتاب)) ثم انّ الله امرنى انّ ازوج فاطمة بعلي، فأشهدكم انّى قد زوجته على أربعمائة مثقال من فضة ان رضى بذلك علي؛ حمد لله اس الله کے لئے جو آپنی نعمت کی بنا پر محمود ہے، آپنی قدرت کی بنا پر معبود، آپنے تسلط کی وجہ سے مورد اطاعت، جو کچھ اس کے پاس ہے قابل رغبت ہے، اس کا حکم اس کی زمین اور اس کے آسمان پر نافذ ہے، اس نے مخلوقات کو آپنی قدرت سے خلق فرمایا، آپنے احکام کے ذریعہ ان کے درمیان امتیاز پیدا کیا، آپنے دین کے ذریعہ انہیں عزت بخشی، آپنے نبی محمد کے ذریعہ انہیں شرف بخشا، پھر خداوند عالم نے ایک دوسرے سے شادی بیاہ کو نسب اور داما دی (رشتہ داری) کا وسیلہ قرار دیا تو خداوند عالم کا حکم اس کی قضا تک جاری رہتا ہے اور اس کی قضا اس کی قدر (تقدیر) تک باقی رہتی ہے، چنانچہ ہر تقدیر کی ایک مدت ہے اور ہر مدت کے لئے ایک کتاب ہے اللہ جسے چاہتا ہے محو کر دیتا ہے یا باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الكتاب (اصل کتاب) ہے، چنانچہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے

کہ میں فاطمہ (علیہا السلام) کی شادی علی (علیہ السلام) سے کردوں، آپ لوگ گواہ رہئے گا کہ میں نے ان کی شادی چار سو مثقال چاندی کے عوض کردی ہے اگر علی اس پر راضی ہوں؟ اس وقت حضرت علی (علیہ السلام) وہاں موجود نہیں تھے ان کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کسی کام سے بھیج رکھا تھا پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک طبق (سینی) منگوائی جس میں ناپختہ کھجوریں تھیں اور اسے ہمارے سامنے رکھ دیا پھر فرمایا: نوش فرما ئیں ابھی ہم انہیں اٹھا ہی رہے تھے کہ اتنے میں حضرت علی (علیہ السلام) آگئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسکرائے اور فرمایا:

﴿يا علي! ان الله امرني ان ازوجك فاطمة، فقد زوجتكها علي اربعمائة مثقال فضة ان رضيت﴾
 ”اے علی (علیہ السلام)! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے ساتھ فاطمہ (علیہا السلام) کی شادی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں نے چار سو مثقال چاندی کے مہر پر ان سے تمہاری شادی کردی ہے تم اس سے راضی ہو حضرت علی (علیہ السلام) نے کہا: ”قد رضيت رسول الله“ اے اللہ کے رسول میں راضی ہوں، پھر حضرت علی (علیہ السلام) سجدہ میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور یہ کہا: ﴿الحمد لله الذي حببني الى خير البرية محمد رسول الله﴾

حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے مجھے خیر البریہ اور رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ کا محبوب قرار دیا، پھر رسول اللہ نے فرمایا: ﴿بارك الله عليكم، وبارك فيكما وأسعدكما، وأخرج منكما الكثير الطيب﴾ - اللہ تعالیٰ تم دونوں کو برکت عطا کرے اور تمہیں سعید قرار دے اور تم سے کثیر اور پاک و پاکیزہ نسل جاری فرمائے - انس کہتے ہیں: خدا کی قسم کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں سے کثیر اور پاکیزہ نسل جاری فرمائی۔

6- آپ (علیہ السلام) کا مہر اور جہیز

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عثمان کو چار سو درہم میں اپنی ذرہ فروخت کی اور مہر کی پوری رقم جو چار سو سیاہ درہموں پر مشتمل تھی لاکر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کی خدمت میں پیش کردی (البته بحار الانوار کی روایت کے مطابق یہ رقم پانچ سو درہم تھی۔ مترجم) رسول اکرم (علیہ السلام) نے آپ سے یہ رقم لے کر اپنے بعض اصحاب اور ازواج کو دے دی تاکہ وہ اس سے اس نئے گھر کے لئے ضرورت کا سامان خرید لائیں، چنانچہ جو مختصر سا جہیز تیار ہوا اس کی تفصیل یہ ہے۔

۱- سفید پیراھن سات درہم کا، ۲- ایک چادر چار درہم کی، ۳- ایک خیبری سیاہ حلہ، ۴- ایک تخت کناروں والا، ۵- دو عدد توشک مصری کپڑے کے، ایک کے چاشے کھال کی اور دوسرے کے اون کے تھے، ۶- طائف کے چمڑے کے چار تکیے جن کے حاشیے ادھر کے تھے، ۷- اونی پردہ، ۸- ایک چٹائی، ۹- ہاتھ کی چکی، ۱۰- چمڑے کا پیالہ، ۱۱- کپڑے دہونے کا برتن، ۱۲- کاسہ شیر، ۱۳- پانی رکھنے کا ٹب، ۱۴- ایک افتابہ (لوٹا)، ۱۵- سبز رنگ کا مٹکا، ۱۶- دو مٹی کے پیالے، ۱۷- چمڑے کا مصلّا، ۱۸- ایک عبا قطرانی، ۱۹- پانی کی مشک۔

ان لوگوں کا بیان ہے: ہم جہیز کا سب سامان لے کر آئے تو اسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے رکھ دیا، جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ رو دئے اور آپ کے آنسو جاری ہو گئے پھر آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ دعا فرمائی ”اللہم بارک لقوم جل آئیتہم الخرف“
 ”بار الہا! اس قوم کے لئے برکت عطا فرما جن کے اکثر برتن مٹی کے ہیں۔“

ادھر حضرت علی علیہ السلام نے اپنا گھر درست کیا، کمرے کے اندر باریک ریت کا فرش بنایا کپڑے لٹکانے کے لئے ایک دیوار سے دوسری دیوار کے درمیان ایک باریک سی لکڑی نصب کردی اور زمین پر ایک گوسفند کی کھال نیز کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک توشک بچھا دیا۔

ابن یزید مدنی سے منقول ہے کہ جب حضرت علی (علیہ السلام) سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی ہوئی تو اس وقت آپ کے پاس ریت کا فرش، ایک تکیہ، ایک ڈول اور ایک کوزہ تھا۔

۷- شادی اور ولیمہ کی تیاری

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ومکثت بعد ذالک شهراً لا أعاود رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فی فاطمة بشيء استحياء من رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیر اُتی کنت اذا خلوت برسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) يقول لی: ((یا علی ما احسن زوجتک وأجلها أبشر یا علی فقد زوجتک سيدة نساء العالمین)) فقال علی (علیہم السلام): ((فلما کان بعد شهر دخل علی اخی عقیل فقال: یا اخی ما فرحت بشيء کفرحی بتزوجک فاطمة بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، یا اخی فما بالک لا تسأل رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یدخلها علیک؟ فتقرّ عینا باجتماع شملکما“ شرم و حیا کی وجہ سے ایک مہینہ تک میں رسول اللہ سے فاطمہ (س) کے بارے میں کوئی بات نہ کرسکا، البتہ جب کبھی میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس تنہا ہوتا تھا تو آپ مجھ سے یہ فرماتے تھے: اے علی! تمہیں مبارک ہو، میں نے عالمین کی عورتوں کی سردار خاتون سے تمہاری شادی کی ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت علی (علیہ السلام) کہتے ہیں: جب ایک مہینہ گذر گیا تو میرے بڑے بھائی جناب عقیل میرے پاس آئے اور کہنے لگے اے بھائی مجھے کسی بات کی اتنی خوشی نہیں ہے جتنی فاطمہ (س) سے تمہاری شادی کی خوشی ہے۔“

اے بھائی تم رسول اللہ سے ان کی رخصتی کی بات کیوں نہیں کرتے ہو؟ تاکہ تمہاری شادی خانہ آبادی سے ہماری آنکھوں کو بھی ٹھنڈک نصیب ہوسکے۔“

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ”و الله یا اخی اُتی لأحبّ ذلک وما یمنعنی من مسألتہ الا الحياء منه“ خدا کی قسم! اے بھائی میں بھی یہی چاہتا ہوں لیکن میرے لئے حياء مانع ہے ” تو انہوں نے کہا تمہیں قسم ہے تم ابھی میرے ساتھ چلو جب ہم اٹھ کر رسول اللہ صلی علیہ اللہ و آلہ وسلم کی خدمت میں جانے لگے تو راستہ میں ام ایمن (رسول اللہ کی کنیز) سے ملاقات ہوگئی، ہم نے ان سے اس کا تذکرہ کیا، وہ بولیں آپ لوگ رہنے دیں،

اور اسے ہمارے اوپر چھوڑ دیں ہم خود رسول اللہ سے بات کرلیں گے، کیونکہ ان معاملات میں عورتوں کی باتوں کا مردوں کے دل پر زیادہ اچھا اثر ہوتا ہے۔

وہ وہیں سے واپس لوٹ گئیں اور جناب ام سلمہ کے پاس پہنچیں اور انہیں باخبر کیا اور دوسری ازواج کو بھی مطلع کردیا۔ چنانچہ وہ سب رسول اللہ کے پاس جمع ہوگئیں اور آپ کی طرف امید بھری نگاہیں ڈالیں۔ چونکہ عام طور سے (ام المومنین) ام سلمہ ہی بات کیا کرتی تھیں۔ انہوں نے سب کی ترجمانی کرتے ہوئے عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے رسول ہم اس وقت آپ کی خدمت میں ایسے کام کے لئے حاضر ہوئی ہیں کہ اگر اس وقت خدیجہ زندہ ہوتیں تو اس سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی، جناب ام سلمہ کہتی ہیں کہ جب ہم نے جناب خدیجہ کا نام لیا تو رسول اللہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ نے فرمایا: ”خدیجة واین مثل خدیجة؟ صدقتنی حینما کذبنی الناس ووازرتنی علی دین الله واءانتنی علیہ بمالها۔“

خدیجہ؟ خدیجہ کے برابر کون ہوسکتا ہے؟ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اور انہوں نے دین خدا میں میرا بوجھ بٹایا اور اپنے مال سے اس کے لئے میری مدد کی۔

ام سلمہ کہتی ہیں: ہم نے عرض کی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو ناپ خدیجہ کا جس طرح تذکرہ کرتے ہیں واقعاً وہ ایسی ہی تھیں، بھر حال اب وہ اللہ کو پیاری ہو چکی ہیں، خدا اسے ان کے لئے مبارک قرار دے اور ہمیں ان کے ساتھ اپنی جنت میں اپنی رضوان (مرضی) اور رحمت کے زیر سایہ ایک ساتھ جمع کرے، دین میں آپ کے بھائی، خاندانی اعتبار سے آپ کے چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی یہ خواہش ہے کہ وہ فاطمہ زہر (س) اکو رخصت کر کے اپنے گھر لے جائیں تاکہ ان کے ساتھ مل کر اپنا گھر بسا سکیں تو آپ نے فرمایا: ”یام سلمة فما بال علی لا یسألنی ذلک؟“ اے ام سلمہ کیا وجہ ہے کہ علی (علیہ السلام) نے مجھ سے یہ تذکرہ نہیں کیا؟

تو میں نے عرض کی: اے رسول اللہ! انہیں آپ سے حیاء آتی ہے ام ایمن کہتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے کہا: علی (علیہ السلام) کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلا کر لاؤ میں رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے پاس سے باہر آئی تو جیسے علی (علیہ السلام) میرا انتظار کر رہے تھے تاکہ وہ مجھ سے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کا جواب معلوم کرسکیں، جب انہوں نے دیکھا تو پوچھا: اے ام ایمن بالآخر کیا ہوا؟ میں نے کہا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس چلو! حضرت علی (علیہ السلام) کہتے ہیں: ”فدخلت وقمن أزواجه فدخلن البيت وجلست بين يديه مطرقاً نحو الأرض حياءً منه“ فقال (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ”أتحب أن تدخل عليك زوجتك؟ فقلت وأنا مطرق: نعم، فداك أهي وامی“ جب میں رسول اللہ کے پاس پہنچا تو ازواج اٹھ کر حجرے میں چلی گئیں اور میں شرم و حیا میں ڈوبا ہوا اور زمین پر نظریں جمائے آپ کے سامنے جاکر بیٹھ گیا، آپ نے کہا کیا تم اپنی شریکہ حیات کو اپنے گھر رخصت کر کے لے جانا چاہتے ہو، میں نے زمین پر نگاہیں جمائے ہوئے کہا ”جی ہاں، میرے ماں باپ آپ پر قربان“ آپ نے فرمایا: ”نعم و کرامة، یا علی، أدخلها عليك في ليلتنا هذه أو في ليلة غد ان شاء الله“ ”ہاں کیا بہتر، اے علی آج رات یا کل رات انہیں رخصت کر کے اپنے گھر لے جانا انشاء اللہ“ پھر رسول اللہ اپنی ازواج کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا وہاں کون ہے؟ تو ام سلمہ بولیں میں ام سلمہ، اور یہ زینب اور فلاں فلاں ہیں،

تو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ”ھیئوا لابنتی و ابن عمی فی حجری بیتاً“ میری بیٹی اور میرے ابن عم کے لئے میرے برابر میں ایک حجرہ میں انتظام کرو تو ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ یعنی آپ کے حجرہ میں؟ آپ نے فرمایا: تم اپنے حجرہ میں، اور اپنی ازواج کو حکم دیا کہ فاطمہ (س) کی شان کے مطابق ان کی زینت کریں۔

ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے فاطمہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھا کیا تمہارے پاس اپنے لئے کوئی عطر وغیرہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، پھر وہ ایک شیشی لے کر آئیں اور اس سے کچھ میری ہتھیلی پر چھڑک دیا جب میں نے اسے سونگھا تو، میں نے کبھی ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی، میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ”کان دحیة الکلی یدخل علی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فیقول لی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): یا فاطمة هات الوسادة فاطرحيها لعمك، فأطرح له الوسادة فيجلس عليها، فإذا نهض سقط من بين ثيابه شيء فيأمرني بجمعه (فسأل علي (عليهم السلام) رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عن ذلك فقال (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): هو عنبر يسقط من الجنة جبرئيل“ - جب دحیہ کلمی رسول اللہ کی خدمت میں آتے تھے تو آپ فرماتے تھے اے فاطمہ (علیہا السلام) اپنے چچا کے لئے تکیہ لے آؤ، اور ان کے لئے تکیہ لگادو تاکہ وہ اس پر بیٹھ جائیں، جب وہ اٹھ کر جاتے تھے تو ان کے کپڑوں سے کچھ ذرات جھڑ جاتے تھے، تو

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اس کو اکٹھا کرنے کے لئے کہتے تھے، (ایک دن حضرت علی (علیہ السلام) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: یہ وہ عنبر ہے جو جبرئیل کے پروں سے گرتا تھا)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ”یا علی، لا بدّ للعرس من ولیمة“ اے علی (علیہ السلام) شادی کا ولیمہ ضروری ہے۔

تو سعد بولے، میرے پاس ایک دنبہ ہے، کچھ انصار نے چند کلو مکئی کا آٹا اکٹھا کر لیا اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ نے ام سلمہ کے پاس جو دس درہم رکھوا رکھے تھے وہ ان سے لے کر مجھے دیتے ہوئے یہ فرمایا: ”اشتر سمناً و تمرّاً و اقطاً“

اس کا گہی، کھجور، اور مکھن خرید لاؤ، میں خرید کر لایا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے پیش کر دیا آپ نے اپنی آستینیں الٹیں اور پوست کا ایک دسترخوان منگایا اور کھجوروں کو توڑ توڑ کر اسے گہی اور مکھن کے ساتھ ملا کر رگڑنا شروع کر دیا جس سے حیس نامی غذا تیار ہو گئی پھر آپ () نے کہا: ”یا علی ادع من أحببت“ ”تم جسے بلانا چاہتے ہو اسے دعوت دیدو“۔

میں مسجد میں پہنچا مسجد صحابہ سے چھلک رہی تھی، مجھے اس بات میں شرم محسوس ہوئی کہ بعض لوگوں کو دعوت دوں اور دوسروں کو چھوڑ دوں، بالآخر میں وہاں موجود بلندی پر چڑھ گیا اور میں نے بلند آواز میں یہ اعلان کر دیا آپ حضرات؛ فاطمہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ولیمہ کے لئے تشریف لے چلیں، چنانچہ لوگ ٹولियों کی شکل میں اُدھر چل پڑے، تو مجھے لوگوں کی کثرت اور کھانے کی قلت کی وجہ سے شرم آنے لگی، رسول اللہ کو میری پریشانی کا اندازہ ہو گیا، تو آپ نے فرمایا: ”یا علی ائی ساءدعواللہ بالبرکة، فجّلّ السفرة بمندیل، و قال: ادخل علیّ عشرة بعد عشرة ففعلت، و جعلوا یأکلون و یخرجون لا ینقص الطعام“۔ اے علی (علیہ السلام)! میں ابھی اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کروں گا پھر آپ نے ایک بڑا رومال بچھا کر دسترخوان لگا دیا اور کہا، تم میرے پاس دس دس آدمیوں کو بھیجتے رہنا، چنانچہ میں ایسا ہی کرتا رہا اور وہ لوگ کھاتے رہے اور باہر نکلتے رہے مگر کھانا کم نہیں پڑا، اور نہ ہی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خود اپنے ہاتھ سے کھانا اتار کر دے رہے تھے

اور حضرت عباس، حضرت حمزہ اور حضرت علی (علیہ السلام) اور حضرت عقیل مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے، حضرت علی (علیہ السلام) کا بیان ہے: ”فأكل القوم عن آخرهم طعامی و شربوا شراہی، و دعوا لی بالبرکة و صدروا و هم اکثر من أربعة آلاف رجل“۔ تمام کے تمام لوگوں نے کھانا کھالیا اور دودھ پی لیا اور میرے لئے برکت کی دعا کرتے ہوئے رخصت ہو گئے ان کی تعداد چار ہزار سے زیادہ تھی۔

پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بڑے پیالے منگوائے اور انہیں بھر کر ازواج کے حجروں میں بھیج دیا اور پھر ایک پیالہ لے کر اس میں کھانا رکھ دیا اور فرمایا: ”هذه لفاطمة و بعلمها“۔ ”یہ فاطمہ اور ان کے شوہر کے لئے ہے“

۸- شب عروسی کے تقریبات

جب سورج ڈوبنے لگا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ”یا امّ سلمة ہلمی فاطمة“ اے ام سلمہ

فاطمہ کو حاضر کرو، وہ گئیں اور انہیں لے کر آئیں آپ کی ردا زمین پر خط دے رہی تھی اور آپ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ سے شرم و حياء کی بنا پر پسینہ میں غرق تھیں جس سے آپ کا پیر لڑکھڑا گیا تو رسول اللہ نے فرمایا: "أقالک اللہ العثرة فی الدنيا و الآخرة" خداوند عالم دنیا و آخرت میں تمہیں ہر لغزش سے محفوظ رکھے۔ جب آپ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے آکر کھڑی ہوئیں تو انہوں نے آپ کے رخ انور سے ردا ہٹادی یہاں تک کہ حضرت علی (علیہ السلام) نے اس کا مشاہدہ کرلیا۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انصار و مہاجرین اور جناب عبد المطلب کے گھروں کی عورتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ فاطمہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ چلیں، اور خوشی منائیں (اشعار) ترانے پڑھیں اور حمد و تکبیر کہتی رہیں اور کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالیں جس سے خدا راضی نہ ہو جناب جابر کہتے ہیں کہ پھر آپ نے ان کو شہبا (آپنے ناقہ یا خچر) پر سوار کیا جناب سلمان اس کی مہار یا لگام تھامے ہوئے تھے ستر ہزار حوریں آپ کا حلقہ کئے ہوئے تھیں اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حمزہ، عقیل، جعفر اور بنی ہاشم ان کے پیچھے اپنی تلواریں نکالے ہوئے چل رہے تھے اور ازواج نہی آگے آگے اشعار پڑھتی جارہی تھیں۔

عورتیں ہر رجز (ترانہ) کے پہلے شعر کو ترنم کے ساتھ پڑھتی تھیں اور اس کے آخر میں تکبیر کہتی تھیں بالآخر وہ سب گھر کے اندر پھونچ گئیں پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مولائے کائنات (علیہم السلام) کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو بلایا اور پھر جناب فاطمہ (علیہم السلام) کو بلایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے حضرت علی (علیہ السلام) کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا: "بارک اللہ فی ابنة رسول اللہ، یا علی نعم الزوج فاطمة، و یا فاطمة نعم البعل علی" اے علی (علیہ السلام)! اللہ تمہیں رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کی بیٹی مبارک کرے اے علی (علیہ السلام)! فاطمہ (علیہا السلام) بہترین بیوی ہیں اور اے فاطمہ (علیہم السلام)! علی (علیہ السلام) بہترین شوہر ہیں۔

پھر فرمایا: "یا علی هذه فاطمة وديعة اللہ و وديعة رسولہ عندک، فاحفظ اللہ و احفظنی فی وديعتی" اے علی (علیہ السلام)! یہ فاطمہ (علیہم السلام) تمہارے پاس اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امانت ہے لہذا میری امانت میں اللہ اور میرا خیال رکھنا (حفاظت کرنا) شجرہ طوبی ۲۵۲۔

پھر آپ نے یہ دعا فرمائی: "اللہم اجمع شملہما، و ائلف بین قلبیہما، و اجعلہما و ذریئہما من ورثة جنة النعیم، و ارزقہما ذریة طاهرة طيبة مباركة، و اجعل فی ذریئہما البركة، و اجعلہم ائمة یہدون بامرک الی طاعتک و یأمرون بما رضیت" بار الہا! ان دونوں کے دلوں میں الفت ڈال دے اور ان دونوں کو اور ان کی نسل کو جنت نعیم کے وارثین میں قرار دے اور انہیں طیب و طاهر اور مبارک نسل عطا فرما۔ ان کی نسل میں برکت عنایت فرما اور انہیں ایسا امام قرار دینا جو تیرے حکم کے مطابق تیری طرف ہدایت دینے والے ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا: اب تم لوگ اپنے حجرے میں جاؤ اور جب تک میں نہ آجاؤں میرا انتظار کرتے رہنا۔

حضرت علی (علیہ السلام) کہتے ہیں: "فأخذت بید فاطمة و انطلقت بہا حتی جلست فی جانب الصفة و جلست فی جانبہا و ہی مطرقة الی الأرض حیاء منی و انا مطرق الی الأرض حیاء منها" میں فاطمہ (علیہا السلام) کا ہاتھ پکڑ کر انہیں لے کر چلا یہاں تک کہ وہ حجرہ کے ایک گوشے میں بیٹھ گئیں اور میں دوسرے گوشے میں بیٹھ گیا وہ مجھ سے شرم کی وجہ سے زمین پر نگاہیں گاڑے ہوئے تھیں اور میں ان سے شرم و حياء کی وجہ سے زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ اندر تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں چراغ تھا آپ نے اسے کمرہ کے ایک گوشہ میں رکھ دیا پھر فرمایا: "یا علی خذ فی ذلک القعب ماء من

تلك الشكوة، ففعلت ثم اُتيته به فتفل فيه تفلات، ثم ناولني القعب و قال: اشرب منه، فشربت ثم رددته الى رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) فناوله فاطمة و قال: اشربي حبيبتي فشربت منه، ثلاث جرعات ثم ردتته اليه، فأخذ ما بقي من الماء فنضحه على صدري و صدرها و قال: انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيراً، ثم رفع يديه و قال: يا رب انك لم تبعث نبياً الا و قد جعلت له عترة، اللهم فاجعل عترتي الهادية من علي و فاطمة، ثم خرج من عندهما فأخذ بعضادتي الباب و قال: طهركما الله و طهر نسلكما، انا سلم لمن سالمكم و حرب لمن حاربكم، اُستودعكما الله و اُستخلفه عليكما"" اے علی (علیہ السلام)! اُس مُٹکے سے اِس پیالے میں پانی لے آؤ، میں گیا اور پانی لاکر آپ کو دے دیا آپ نے اس میں چند بار اپنا لعاب دھن ملایا اور فرمایا اس کو پیو تو میں نے پی کر اسے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کو واپس کر دیا پھر آپ نے اسے فاطمہ (س) کے حوالہ کرتے ہوئے کہا اے میری پیاری بیٹی تم بھی پی لو، چنانچہ انہوں نے اس میں سے تین گھونٹ پی کر آنحضرت کو پیالہ واپس کر دیا آپ نے باقی پانی لے کر کچھ میرے سینہ کے اوپر چھڑکا اور کچھ فاطمہ (علیہا السلام) کے سینہ پر چھڑک دیا اور فرمایا: بیشک اے اہل بیت! (علیہم السلام) اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے ہر رجس کو دور رکھے اور تمہیں پاک و پاکیزہ رکھے،

پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور یہ دعا فرمائی: بار الہا! تو نے کسی نہی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ اس کے لئے عترة قرار دی ہے لہذا بار الہا! میری عترة جو ہدایت دہندہ ہے اسے علی (علیہ السلام) و فاطمہ (علیہا السلام) کی نسل سے قرار دینا پھر آپ ان کے پاس سے باہر تشریف لے آئے اور انہیں یہ دعا دی: اللہ تم دونوں اور تمہاری نسل کو پاک و پاکیزہ قرار دے، جو تم سے مسالمت رکھے میں اس کے لئے سرآپا سلامتی اور جو تم سے جنگ کرے اس کے لئے سرآپا جنگ ہوں میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں اور اسی کو تمہارا سرپرست قرار دیتا ہوں۔"

پھر آپ نے دروازہ بند کر دیا اور عورتوں کو بھی حکم دیا تو وہ سب بھی باہر نکل گئیں۔

جب آپ باہر نکلنے لگے تو آپ کی نظر ایک خاتون پر پڑی، آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی: اسماء آپ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں باہر نکلنے کا حکم نہیں دیا تھا؟ اسماء بولیں جی ہاں یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان: میں آپ کی مخالفت نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن میں نے خدیجہ سے ایک عہد کیا تھا کہ جب خدیجہ کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو وہ رونے لگیں، میں نے ان سے کہا، آپ کیوں رو رہی ہیں جب کہ آپ عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں؟ آپ تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زوجہ ہیں اور انہوں نے اپنی زبان مبارک سے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے؟

انہوں نے کہا میں اس لئے نہیں رو رہی ہوں: بلکہ شادی کی رات ہر دلہن کو ایک عورت کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اس سے اپنے راز بیان کرسکے اور اپنے ضروری کاموں میں اس سے مدد لے سکے جب کہ فاطمہ (س) ابھی کمسن اور بچی ہے، مجھے اس بات کا خوف لاحق ہے کہ کہیں کوئی اُس وقت ان کی ذمہ داری اپنے اوپر قبول کرنے والا نہ ہو۔

تو میں نے کہا تھا: میں آپ کے سامنے خدا سے یہ عہد کرتی ہوں کہ اگر میں اس وقت تک باقی رہی تو آپ کی طرف سے یہ ذمہ داری ادا کروں گی، یہ سن کر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ روئے اور فرمایا " اللہ کی قسم! کیا تم اسی لئے رکی ہو؟ " میں نے عرض کی: جی ہاں: خدا کی قسم، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے لئے دعا فرمائی۔

۹- عروسی کی صبح پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی

ملاقات

صبح عروسی، پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہاتھ میں دودھ کا ایک پیالہ لئے ہوئے جناب فاطمہ (علیہا السلام) کے پاس پہنچے اور آپ سے فرمایا: ”اشرہی فداک اَبوک“ ”ثم قال لعلی (علیہ السلام): ”اشرہی فداک ابن عمک“۔ ”کیف وجدت اَهلک؟ قال: نعم العون علی طاعة اللہ“۔ ”وسأل فاطمة فقالت: ”خیر بعل“۔ اسے پی لو تم پر تمہارا باپ قربان ہو، پھر حضرت علی (علیہ السلام) سے فرمایا نوش فرماؤ تم پر تمہارا ابن عم قربان ہو۔ پھر حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا: تم نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ تو آپ نے کہا: اطاعت الہی میں بہترین مددگار“ اور جب جناب فاطمہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال فرمایا: تو آپ نے کہا بہترین شوہر - حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں: ”ومکت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بعد ذلک ثلاثاً لا یدخل علینا، فلما کان فی صبیحة الیوم الرابع جاءنا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لیدخل علینا۔۔۔“ اس کے بعد تین دن تک رسول اللہ ہمارے یہاں تشریف نہیں لائے بلکہ چوتھے دن صبح ہمارے پاس آئے۔۔۔ جب آپ ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت علی (علیہ السلام) سے باہر جانے کے لئے کہا اور اپنی بیٹی جناب فاطمہ (علیہا السلام) سے تنہائی میں یہ پوچھا: ”کیف اُنت یا بُنیۃ؟ وکیف رأیت زوجک؟ اے بیٹی! تمہارا مزاج کیسا ہے؟ اور تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟

آپ نے عرض کی: ”یا اَبہ خیر زوج، الا اَنّہ دخل علی نساء من قریش و قلن لی زوّجک رسول اللہ من فقیر لا مال لہ“ اے بابا! یقیناً بہترین شوہر ہیں البتہ میرے پاس قریش کی کچھ عورتیں آئی تھیں اور مجھ سے یہ کہہ رہی تھیں کہ رسول اللہ نے تمہاری شادی ایک فقیر کے ساتھ کردی ہے جس کے پاس کسی طرح کی دولت نہیں ہے، تو آنحضرت نے فرمایا: ”یا بنیۃ ما اَبوک و لا بعلک بفقیر، و لقد عرضت علی خزائن الأرض، فاخترت ما عند ربی، واللہ یا بنیۃ ما اَلوتک نصحاً اَنّ زوّجتک اقدمهم سلماً واکثرهم علماً و اعظمهم حلماً“ ”یا بنیۃ اِنَّ اللہ - عزوجل - اطلع الی الارض فاختر من اهلها رجلین فجعل احدهما اَباک و الآخر بعلک، یا بنیۃ نِعَم الزوج زوجک، لا تعصی لہ امراً“۔

اے بیٹی نہ تمہارا بابا فقیر ہے اور نہ تمہارا شوہر فقیر ہے بلکہ میرے سامنے تو زمین کے خزانے پیش کئے گئے تھے، مگر میں نے اس کا انتخاب کیا جو میرے پروردگار کے پاس ہے، خدا کی قسم اے میری بیٹی میں نے تمہاری نصیحت اور خیر خواہی میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے میں نے تمہاری شادی اس کے ساتھ کی ہے جو تمام لوگوں میں سب سے پہلا مسلمان، ان میں سب سے بڑا عالم نیز ان سب سے زیادہ حلیم و بردبار ہے۔ اے میری بیٹی، خداوند عالم نے جب زمین کے اوپر نظر کی تو اس سے دوسروں کو منتخب کیا ان میں سے ایک کو تمہارا باپ اور دوسرے کو تمہارا شوہر قرار دیا، اے بیٹی تمہارا شوہر بہترین شوہر ہے، لہذا کسی بات میں ان کی مخالفت اور نافرمانی مت کرنا۔ پھر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ نے حضرت علی (علیہ السلام) کو ”یا علی (علیہ السلام)“ کہہ کر آواز دی: ”لہیک یا رسول اللہ“ قال: اَدخل بیتک و الطف بزوجتک و ارفق بہا، فانّ فاطمة بضعة منی، یؤلمنی ما یؤلمہا و یسرّہا، اُستودعکما اللہ و اُستخلفہ علیکم“۔

آپ نے کہا میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا: اپنے حجرہ کے اندر آجاؤ اپنی شریکۂ حیات سے لطف و محبت اور نرمی سے پیش آنا کیونکہ فاطمہ (س) میرا ٹکڑا ہے، جس چیز سے اسے اذیت ہوتی ہے اس سے مجھے بھی

تکلیف پہنچتی ہے، جس سے اسے خوشی ہوتی ہے وہی چیز مجھے بھی خوش کرتی ہے، میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں اور اسی کو تمہارا پشت پناہ قرار دیتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے آپنی بیٹی کی شادی کرنے کے بعد ان سے فرمایا: ”زَوَّجْتُكَ سَيِّدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَانَّهُ أَوَّلُ أَصْحَابِي إِسْلَامًا وَأَكْثَرُهُمْ عِلْمًا وَأَعْظَمُهُمْ حِلْمًا“ ”میں نے تمہاری شادی اس سے کی ہے جو دنیا و آخرت میں سید و سردار ہے وہ میرا سب سے پہلا مسلمان صحابی ہے اور تمام مسلمانوں سے بڑا عالم اور ان کے درمیان سب سے زیادہ بردبار ہے۔“

۱۰- شادی کی تاریخ

اہل بیت علیہم السلام سے مروی تمام روایات میں یہ صراحت موجود ہے کہ آپ کی شادی معرکہ بدر سے مسلمانوں کی فاتحانہ واپسی کے بعد ہوئی ہے۔

امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے مروی ہے: ”تَزَوَّجَ عَلِيَّ فَاطِمَةَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَبَنِي بَهَافِي ذِي الْحِجَّةِ مِنَ الْعَامِ نَفْسِهِ بَعْدَ مَعْرَكَةِ بَدْرٍ“ ”حضرت علی علیہ السلام نے ماہ رمضان میں جناب فاطمہ (س) سے نکاح فرمایا اور اسی سال جنگ بدر سے واپسی کے بعد ذی الحجہ میں ان کی رخصتی ہوئی (انہوں نے آپنا گھر بسایا)۔“ یہ بھی روایت ہے کہ ۳-ھ میں معرکہ بدر سے واپسی اور شوال کے کچھ دن گزرنے کے بعد حضرت علی (علیہ السلام) اور جناب فاطمہ (س) کی شادی ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ پہلی ذی الحجہ ۲-ھ کو رسول اللہ نے جناب فاطمہ (س) سے حضرت علی (علیہم السلام) کی شادی کی تھی۔

حضرت علی (علیہ السلام) اور جناب فاطمہ (س) کی شادی کے امتیازات

حضرت فاطمہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شادی میں مندرجہ ذیل امتیازات پائے جاتے ہیں:

۱- یہ شادی زمین پر منعقد ہونے سے پہلے، حکم الہی سے آسمان پر منعقد ہوئی اس سلسلہ میں ہمارے لئے حضرت عمر کی یہی ایک روایت کافی ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب جبرئیل نازل ہوئے اور انہوں نے کہا: ”يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَزَوِّجَ فَاطِمَةَ ابْنَتِكَ مِنْ عَلِيٍّ“ ”اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپنی بیٹی فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی شادی علی کے ساتھ کر دیجئے۔“

۲- اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نسل کو صرف اسی مبارک شادی اور انہیں دونوں پاک و پاکیزہ شوہر اور بیوی (ہمسروں) کے ذریعہ پہلایا اس سلسلہ میں بھی حضرت عمر یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”كُلُّ نَسَبٍ وَ سَبَبٍ يَنْقُطُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا خِلا سِبْهِي وَ نَسْهِي، وَ كُلُّ بَنِي أَنْثَى فَعَصَبَتُهُمْ لَا بِيَهُمْ مَا خِلا وَلَدَ فَاطِمَةَ، فَائِي أَبُوهُمْ أَنَا عَصَبَتُهُمْ“ ”روز قیامت ہر نسب اور رشتہ داری ختم ہو جائے گی سوائے میرے نسب اور میری رشتہ داری کے اور تمام بنی آدم کا شجرہ ان کے باپ سے چلتا ہے سوا فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی اولاد کے، کیونکہ بیشک میں ان کا باپ ہوں اور ان کا سلسلہ نسب مجھ سے شروع

ہوتا ہے۔“

۳-شہزادی کائنات رسول اکرم کی اکلوتی بیٹی تھیں اور آپ کی کوئی دوسری حقیقی بہن نہیں تھی، اگرچہ جناب زینب و رقیہ اور ام کلثوم کے بارے میں یہ مشہور ضرور ہے کہ یہ رسول اللہ کی بیٹیاں تھیں مگر صحیح یہی ہے کہ یہ سب جناب خدیجہ کی بہن جناب ہالہ کی بیٹیاں تھیں اور جب رسول اکرم سے جناب خدیجہ کی شادی ہوئی تو یہ بھی ان کے ساتھ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر میں رہنے لگی تھیں مختصر یہ کہ اس تاریخی تحقیق کے مطابق ان سب کا دختر پیغمبر ہونا ثابت نہیں ہے۔